IPS/INS/048/2026-48

Institute of Policy Studies
Islamabad

Septermber 15, 2026

IPS INSIGHTS
Perspectives On the Issues Shaping Policy

عصر حاضر میں تہذیبی تبدیلیاں اور مسلم فکر

پروفیسر انیس احمد[1]

مغربی تہذیبی غلبہ اور مسلم معاشروں کی فکری مرعوبیت

مغربی تہذیب کی بالادستی اب ایک ایسی شکل اختیار کر چکی ہے جس میں اسے ایک عالمی تہذیب کے طور پر دیکھا اور بیان کیا جا رہا ہے۔ مختلف خطوں میں موجود ثقافتوں نے اپنے آپ کو اور اپنی سماجی، معاشی اور فکری ڈھانچے کو اسی بنیاد پر ترتیب دے لیا ہے۔ ایسے میں نو آبادیاتی نظام اور طرزِ فکر کے خلاف ایک فکری تحریک بھی دنیا کے مختلف خطوں میں جڑ پکڑ رہی ہے۔ اسلام کے حوالے سے اس فکر کا مرکز مغربی جامعات ہیں، جس کی بازگشت مسلم اکثریتی معاشروں میں بھی سنائی دے رہی ہے۔

اس پس منظر میں یہ ایک زمینی حقیقت ہے کہ یورپی سامراجی ممالک کے زیر غلامی رہنے والے افراد اور بعض سیاسی طور پر آزاد ہو جانے والے ممالک کے افراد بھی یورپ کے سیاسی غلبہ، معاشی استحصال اور تعلیمی سامراجیت کی بنا پر بیرونی ثقافت اور سائنسی ترقی سے مرعوب ہیں اور بہت سے رہن سہن کے طریقے اس ثقافتی اور تعلیمی مرعوبیت کی وجہ سے ان کی اپنی ثقافت اور تہذیب میں شامل ہو کر ان کا معمول بن گئے ہیں۔

فکری حل کی دو سطحیں

اس کا حل دو سطح پر ہونا ضروری ہے۔ سب سے پہلے فکری سطح پر اسلامی ثقافت کے صحیح خد و خال واضح کیے جانے چاہیں اور اسلامی ثقافت کے مثبت پہلوؤں کو مصادر کی روشنی میں بغیر کسی معذرت کے فخر و اعتماد کے ساتھ علمی اور ابلاغی سطح پر لانے کی ضرورت ہے۔ یہ کام ''اکابر پرستی'' سے نہیں ہو سکتا جیسا بعض عصری اور برصغیر کے مورخین نے چند فرمانرواؤں یا سپہ سالاروں کا انتخاب کرکے کرنا چاہا۔

پہلی سطح: اسلامی ثقافت کی مثبت توضیح

پہلی سطح اسلامی ثقافت کے صحیح خد و خال کو واضح کرنا اور قرآن و سنت اور تاریخ کی روشنی میں اس کے بنیادی اور مثبت پہلوؤں کی توضیح کرنا ہے۔

اسلامی ثقافت: تصور، بنیادیں اور عملی مظاہر

اس کا تعلق ثقافت کی جامع تعبیر سے ہے یعنی عقیدہ کا مکمل عکس خاندان، معاشرہ اور معاشرتی اقدار میں نمایاں ہو صرف اس شکل میں وہ اسلامی ثقافت ہے۔ اسلامی ثقافت قوالی اور عرس کا نام نہیں ہے بلکہ توحید پر مبنی فکر کے ساتھ گھر اور بازار میں حق و صداقت، عدل، ایثار، انکساری، تعاون علی البر، امر بالمعروف، نہی عن المنکر اور اسی طرح علوم میں براہ راست قرآن و سنت

[1] رکن، نیشنل ایڈوائزری کونسل، انسٹی ٹیوٹ آف پالیسی اسٹڈیز

کے اصولوں پر مبنی فکر نہ کہ معتزلہ یا جبریہ و قدریہ کی بحث کو تازہ کرنا۔

یہ کام علوم کی اخلاقی تدوین نو کے ذریعہ ہی ہو سکتا ہے۔ ثقافت تصور حیات اور نظریہ عمل کا نام ہے اور اسے قرآن و سنت نے اسلام اور جاہلیت کے معیارات کے ذریعہ واضح کر دیا ہے۔ اس پیمانہ پر اموی، عباسی، فاطمی، عثمانی، مغل و دیگر خاندانوں کی حکومت کے زیر اثر لوگوں کے طرز عمل کو مثالی اسلامی ثقافت کہنا درست نہیں ہو گا۔

صرف وہ ثقافت و ادب اسلامی ہے جو قرآن و سنت کے اصولوں پر مبنی ہو گویا اولین کام قرآن وسنت اور تاریخ کی روشنی میں اسلامی ثقافت کی مثبت توضیح کرنا ہے۔ یہ پہلا مرحلہ ہے۔

دوسری سطح: جاہلی تہذیب و ثقافت کی بنیادوں کا براہ راست تجزیہ

دوسرا مرحلہ جو ساتھ ساتھ ہی ہو گا، وہ جاہلی تہذیب و ثقافت کی بنیادوں کا براہ راست تجزیہ ہے۔ یہ کام مغرب یا یورپ کے دانشوروں کی تحریر کی بنیاد پر تشخیص اور اس تشخیص کے بعد اس پر نقد کی صورت میں ہونا چاہیے۔ نقد میں بھی آج اتنا مواد خود یورپ و امریکہ کے مفکرین کی طرف سے آگیا ہے کہ اگر صرف ان کو ان کے الفاظ میں بیان کر دیا جائے تو یورپی مرکزیت رکھنے والی تہذیب و فکر کے صحیح خدو خال واضح ہو جائیں۔ اس پر اگر مزید اسلامی اقدار وحیات کی روشنی میں تنقید کا اضافہ ہو تو ایک جامع جواب خود بخود فراہم ہو جائے گا۔

معاصر فکری و تہذیبی چیلنجز: ترجیحات اور مطلوبہ اقدامات

جدید مسائل میں میری نگاہ میں ترجیحات کی روشنی میں درج ذیل موضوعات پر کام کی ضرورت ہے۔

- **تشکیک، انکارِ علم اور الحاد:** تشکیک، انکارِ علم اور الحاد پر ہماری طرف سے تجزیہ اور عقلی دلائل پر مبنی محاکمہ ہونا ناگزیر ہے۔
- **اسلاموفوبیا کی جڑوں تک رسائی:** Islamophobia کی جڑوں تک پہنچ کر اس کی حقیقی شکل سامنے لانے کی ضرورت ہے۔ اس سلسلے میں آکسفورڈ یونیورسٹی کی طباعت شدہ کتاب Re-inventing Islam، 2025 اور اس طرز کی مزید تحریرات کو نمایاں کرنے کی ضرورت ہے تاکہ خود مغربی مفکرین کی تحقیقی رائے نوجوانوں کے سامنے آئے اور وہ مغربی فکر کے سحر سے نکل سکیں۔
- **اخلاقی اضافیت:** یورپی تہذیب کے زیر اثر آج کا ایک بنیادی مسئلہ ہے کہ ہر فرد کا اپنا مسلک ہے اور وہ مفتی بن کر اخلاقی مسائل پر آزادانہ رائے کا اختیار کرنا چاہتا ہے جو انفرادیت پسندی کا ایک مظہر ہے۔ یہی طرز فکر خواتین میں ”میرا جسم میری مرضی“ کے زیر عنوان معاشرہ میں رواج پا رہا ہے۔

اسلامی اخلاقیات آفاقی اور الہامی ہونے کی بنا پر گردش زمانہ سے متاثر نہیں ہوتی۔ اسلامی اخلاقی اقدار مستقل ہیں، اضافی نہیں ہیں۔ لیکن یہ بات یورپی تہذی مثالیہ سے متاثر ذہن میں خود نہیں آ سکتی، اسے ذہن نشین کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا اصل مسئلہ اخلاقی اقدار سے آزادی نہیں بلکہ ان کی روگردانی ہے۔ اسے ذاتی، خاندان، معاشرتی اور ملکی سطح پر واضح کرنے کی ضرورت ہے اور تعلیم کے ذریعہ اس کی ترویج ضروری ہے۔

- **اسلامی خاندانی نظام کا استحکام:** اسلامی تہذیب اور یورپی تہذیب میں ایک بنیادی وجہ امتیاز اسلام کا خاندانی نظام ہے جو یورپی تہذیب کے زیر اثر نہ صرف متاثر ہوا ہے بلکہ شکست و ریخت کا شکار ہے۔ اس پر فوری توجہ کی ضرورت ہے۔ اس کے استحکام کے بغیر ہم مغربی اثرات کو دور نہیں کر سکتے۔ نہ صرف نئ نسل بلکہ والدین کو دلائل سے قائل کرنے کی ضرورت ہے۔ اس میں ابلاغ عامہ کا کردار بہت اہم ہے جسے استعمال کرنا ہو گا۔
- **علوم اور سوشل سائنسز کی نوآبادیاتی ذہنیت سے تطہیر:** فکری محاذ پر جامعات کے فارغ التحصیل افراد کے ذہن و فکر کو decolonize کرنے کی ضرورت ہے۔ ہمارا معاشی، معاشرتی اور سیاسی بلکہ ”ترقی“ کا تصور شدت کے ساتھ غلامانہ ذہنیت کا شکار ہو چکا ہے۔ سوچنے کے زاویے اور عقلی پیمانے مستعار ہیں۔ ہماری اپنی اقدار کو معیار نہیں بنایا جارہا۔ اس لیے نو استعماری ذہن اور ثقافت سے نکلنے کے لیے سوشل سائنسز اور دیگر علوم کو decolonize کرنا ایک لازمی ضرورت ہے۔ اس کا مثبت حل اسلامی اخلاق

اقدار پر مبنی تصور علم epistemology اور تصورِ کائنات وحیات ہے، جسے بار بار مختلف محاذوں پر پیش کرنا ہو گا۔ اس کے بغیر کوئی تبدیلی اور اصلاح نا ممکن ہے۔

- **دستورِ مملکت کے تقدس کا تحفظ:** دستور مملکت کے تقدس کی پامالی پر گفتگو کی ضرورت ہے تاکہ اس کے تقدس کو بر قرار رکھا جا سکے اور اداروں کو من مانی کرنے کا موقع نہ مل سکے۔

- **باقاعدہ فکری نشستوں اور فکری رہنمائی کا اہتمام:** بیرونی فکر کے اثرات دور کرنے کے لیے ہر دوماہ میں ایک فکری نشست آج کے معاشرتی اور اخلاقی مسائل پر منعقد ہونی چاہیے، جس میں معاشرہ کے مختلف طبقات سے افراد کو مدعو کیا جائے اور ایک مہم کے طور پر ان کی فکری رہنمائی کی جائے۔